لٹ گئے لٹ گئے دہائی ہے

صبر و شکیب کی لوٹ

یعنی

قطعہ مصنفہ جناب مولوی افتخار حسین صاحب مضطر خیرآبادی
تلمیذ رشید حضرت امیر مینائی لکھنوی - برادر خرد جناب مولوی
محمد حسین صاحب بسمل وکیل ٹونک متعینہ اجنبیری اجیوتانہ مع تخمیس جناب
مولوی عبدالحی صاحب بیخود بدایونی شاگرد حضرت داغ
دہلوی - جوڈیشل افیسر دربار سرنہی

باہتمام ادیب والا نحریر مولوی علی احمد خان صاحب اسیر

در مطبع وکٹوریہ پریس واقع بدایوں رونق طبع یافت

جنس دل بیچنے والو ابھی دیکھا کیا ہی

لیجئے دزد دیدۂ نگاہ کا تو تماشا دیکھا صبر و شکیب کی جو متاع تھی دے بیٹھے عقل و خرد کی جو پونجی تھی لٹ گئی مگر اب ایک اور دوکان کھلتی ہی۔ (عقل و خرد کی دوکان) تو کہنے کو اسکا نام ہی مگر عشق کے ہاتون یہ ایسے ٹوٹے مین آئی ہی کہ اسکے مایہ دارون کی دردناک آوازین سنکر دل ٹوٹتا ہے جی جاتا ہی اوسکے سیر کا لطف اگر دل و جان بیچکر دیکھنا ہو تو دوسرا قطعہ مصنفہ جناب ابو المحمود سید کفایت علی صاحب علوی متوطن قصبہ ہاپور تلمیذ جناب حکیم سید منور علیخان صاحب آشفتہ دہلوی وکیل راج الور مع تخمیس جناب مولوی عبد الحی صاحب بیخود۔ بدایونی۔ شاگرد جناب داغ دہلوی جوڈیشل افیسر دربار سروہی جو چھپکر تیار ہو چکا ہے درخواست بھیجکر منگا لو۔ اور لطف سخن دیکھو۔

المشتہر

فقیر علی احمد خان۔ اسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از حضرت بیخود مخمس

دل نہین مال تو اوسکا تہین لالچ کیون تھا
تم نہین چور تو دزدیٔ نگاہی کیسی

متاعِ صبر و شکیب ۔ نقدِ جان و دل ۔ خلعتِ ہوش و حواس کے چورون یعنی پردگیان پردہ ورکی دزدیٔ نگاہی مدت سے مشہور ہی ۔ اور قدیم سے یہی دستور ہی ۔ کہ بچی بچی نگاہون مین مال کو تاکتے ۔ اور مالدارون کو بھانپتے رہتے ہین ۔ تاکہ جب موقع ملے تو جو کچھ ہتے چڑہے اوسکو سے لو اچنپت نہین ۔ چنانچہ استاذی و استاذ الانام مالک ملک سخن گستری جناب نواب مرزا خانصاحب (داغ) دہلوی مدظلہ نے شعر مندرجہ عنوان مین بھی انہین خدا ناترسونکی اسی ادائے غارتگری کی صورت دکھائی ہے ۔ مگر یہ ڈہٹائی اور عیاری بھی دیکھی نہ سنی ۔ کہ چوری کرین ۔ اور ساہوکار بنین ۔ دشمن ہون اور دوستی کا دم بھرین

ولنعم ما قیل ؎

کرتے ہیں جور و جفا مہر و وفا کہتے ہیں ٭ یہ بھی کیا لوگ ہیں کیا کرتے ہیں کیا کہتے ہیں

ناظرین باتمکین! اس اجمال کی تفصیل اور اس کنایہ کی تصریح یہ ہے۔ کہ میرے پیارے دوست بلکہ میرے عزیز کرم گستر **مولوی محمد افتخار حسین صاحب مضطر**۔ جو بیداری سے تنگ آکر ایک چشم زدن کے لیئے غافل ہوگئے۔ تو دزد دزدیدہ نظر نے ایسا چھاپہ مارا کہ کچھ بھی باقی نچھوڑا۔ اور پھر یہ قیامت کہ جب مال و متاع نقد و جنس سب کچھ اپنے قبضہ میں کرلیا۔ تو خود ہی چونکا دیا۔ تاکہ خود بدولت پر گمان بھی نہو۔ ہاے۔ ؎ بیچے نہ سیم و زر ان سے نہ جان و دل چھوٹے ٭ کچھ اور خاک نہیں جانتے مگر لینا۔

اس ہوش ربا سانحے اور تاب شکن واقعے سے۔ مضطر پر جو اضطراب طاری ہوا تو اور کچھ تو نہ کر سکے۔ مگر اپنا دل بہلانے اور دوسروں کو غفلت سے بچانیکے لیئے اس خانہ خرابی کا سارا دکھڑا ایک قطعہ میں نظم کر دیا۔ اور اوسکی ایک نقل اپنی خاص عنایت اور دلی محبت سے بیخود آشفتہ حال کے پاس بھی بھیجدی۔

بیخود پر اوسکو دیکھکر جو گذری۔ اوسکو بیخود کے سوا کون جانتا اور جان سکتا ہی۔ مگر اتنا تو ہمکو بھی معلوم ہے۔ کہ وہ صداے پر درد سنتے ہی۔ اوسکے زخم ہرے ہو گئے۔ باوجود اسکے کہ افکار و آلام ہموم و غموم کی بدولت وہ بیچارہ کنج گمنامی میں مونہہ چھپائے کام و دہان کو زخمی بود و بہ شد۔ کا مصداق بنائے پڑا تھا۔ اور بیخودی کو خودداری سے بدل چکا تھا۔ چیخ اوٹھا۔ اور اظہار ہمدردی میں کچھ آپ بیتی سنانیکو آمادہ ہو گیا۔ مگر پردہ داری نے آنکھہ دکھائی۔ اور ضبط قلق نے صداے دورباش سنائی۔ افسردہ خاطری نے گردن دبائی۔ اور عدیم الفرصتی نے للکار بتائی۔ ناچار وہ ارادہ ملتوی کرنا پڑا لیکن ناسور کہیں ہرا ہوکر بغیر تراوش کیئے نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ جب اس روک ٹوک کے سبب سے اور کچھ بن نہ آئی تو اوسی زیبا قطعہ پر تضمین کی ٹھرائی۔ بارے غنیمت ہے۔ کہ وہ ارادہ پورا اور مخمس ختم ہوگیا۔ اور اس پریشان اور بے نمک تحریر کے ساتھہ نذر احباب کیا جاتا ہے۔

؎ **خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران۔ وما توفیقی الا باللہ واستغفر اللہ العلی العظیم ونصلی ونسلم علی نبیہ الکریم۔**

واردات دلِ بیخود کا ہو کیا تخمینہ   ایک مُدت سے غم و درد کا گھر ہو سینہ
پردہ سے قصے تو پرانے ہوئے اور پارینہ   اک نیا حال سُنا دون کہ شبِ دوشینہ
مین جو لیٹا پئے آرام بچھا کر بستر

ایک انبوہ کیا آکے غم و حسرت نے   کہین وحشت کے ہجوم اور کہین حسرت کے پرے
دل جو گھبرا گیا آخر یونہین تکتے تکتے   پُتلیان خواب سے بولین ارے چل مر او سنے
نیند نے بند کیے دیدۂ بیدار کے در

آنکھ لگ جانے سے کچھ ہوئی دلکو تسکین   بعد مدت کے ملی لذّتِ خوابِ شیرین
مگر آرام جو پانا مری قسمت مین نہین   دیکھتا کیا ہون کہ اک شوخ ادا پردہ نشین
فتنہ خو خانہ برانداز جہان عربدہ گر

نرگسین آنکھین وہ بے مثل دہن غنچہ مثال   لعل لب لالۂ گلزار سے بھی بڑھکر لال
سُنبل تر سے دل آویز تر اوس زلف کے بال   چمپئی رنگ چھریرا سا بدن پھول سے گال
سروِ بُستان سے کہین قامتِ موزون بہتر

دھانی پوشاک پہ زیور کی غضب تیاری   پہونچیان ساعدِ سیمین مین مرصّع کاری
بدھیان دوش پہ ڈلے ہوئے بھاری بھاری   بالیان کانون مین پہنے ہوئے پیاری پیاری
بجلیان دونون چمکتی ہوئی رُخسارون پر

وہ چمکتی ہوئی جگنی کے نگینے روشن   جسکے خود حلقہ بگوشون مین ہے دُرِّ عدن
چوڑیان پہونچون مین بازو پہ مرصّع جوشن   مانگ صندل سی بھری ماتھے پہ ٹیکلی کی پھبن
ڈھل کے آیا ہوا ابرو پہ جڑاؤ جھومر

حُسن والون مین فقط نام کی شہرت کیلئے   چشمِ سفّاک کو خونریزی پر آمادہ کیے
دم دیے قول دیے ہمّت و انعام دیے   پلٹنین غمزہ و انداز کی ہمراہ لیے
ساتھ چالاکی و شوخی و ادا کا لشکر

ہاتھ مین تیغ ادا خنجرِ کین زیرِ بغل   قتل و غارت کی تمنّا مین نہ آرام نہ کل
مونھ چھپانے کے لیے چہرہ پہ ڈالے آنچل   چلی آتی ہے دبے پانون اوتارے چھاگل

دیکھتی جاتی ہے مُڑ مُڑ کے ادھر اور اودھر

دل مین یہ وہم کہین دیکھ نہ پاسے کوئی   اور شوخی کا تقاضا یہ کہ چلیئے تو سہی
الغرض دیکھ جو لی نیند مین غفلت میری   آتے آتے میرے بالین کے قریب آپہونچی

اور کہا ہنس کے کہ ہان اے میرے دزدیدہ نظر

تونے دیکھا کہ محبت کا تو اسکو دعوا   اور یون چین سے آرام مین آکر سونا
ایسے رُسوا کُن الفت کا نہوتا اچھا   کام کر کام کہ موقع یہی ہے شبخون کا

اِس کے سینہ مین کسیطرح سے کر اپنا گزر

پر خبردار کہ یہ کام ہے ہشیاری کا   کہین ایسا نہو جاگ اوٹھے یہ سونے والا
اور وہان جا کے تجھے میری قسم بہر خدا   شوق و حسرت نظر آجائین تو دے اونکو سزا

پھر جو کچھ مال ہو وہ لوٹ لے نہ خوف و خطر

تجکو چالاکی و طراری کا جو دعوا ہے   آج یہ کام بن آئے تو وہ سب سچا ہے
ورنہ ہم تو یہ کہین گے کہ غلط جھوٹا ہے   سُن کے یہ بات نظر بولی کہ مشکل کیا ہے

کھولے دیتی ہون مین چھاتی کے کواڑ و تکمہ گر

یہ بڑا کام ہی بہتر ہے جو ہون ایک سے دو   ہاتھ مین اوسکا بٹاؤن وہ مدد دے مجکو
مصلحت یہ ہے کہ اتنا مرا کہنا مانو   غمزہ و ناز و ادا کو مرے ہمراہ کرو

کہ مین سامان اوٹھاؤن تو وہ لے لین باہم

ورنہ یہ کام فقط مجھ سے نہوگا پورا   میرے دو ہاتھ ہین یہ پانون کہونگی کیا کیا
کیونکہ اندوہ و غم و حسرت و ارمان کے سوا   آپ جانین یہ بھرا گھر ہے سبھی کچھ ہوگا

مین اکیلی اوسے لاؤنگی یہان تک کیونکر

پر مرے ساتھ جو آئے وہ یہ سُنکر آئے   کہ جو شے لائے وہ لے پانون اوٹھا کر لائے
تاکہ مطلق نہ کوئی پانون کی آہٹ پائے   اور سوا اسکے جو کچھ نیکی بدی ہو جائے

تو مین چلتی ہوئی تلوار بنون اور وہ سپر

آنے دین کوئی نہ ہرگز مرے تن پر صدما   جس سے ہو تمکو قلق اور مین پاؤن ایذا

بچ رہے پھر کوئی سامان تو میرا ذمّا — سُن کے یہ بات وہ کہنے لگی اچھا اچھا

اور دیا حکم کہ سب جائیں نظر جائے جدھر

سُن کے یہ حکم نظر بولی کہ اے ماہ لقا — چوری کرنے کو مناسب نہیں جانا سب کا

اسلیئے ساتھ رہے سب سے فقط ایک غمزا — اوسکے مونھ سے یہ نکلنا تھا کہ بس دوڑ پڑا

باندھ کر غمزۂ بیباک حمایت پہ کمر

سچ تو یہ ہے کہ بُری چیز ہے قسمت کا بگاڑ — یک بیک ٹوٹ پڑا مجھ پہ مصیبت کا پہاڑ

بسکہ در پر کوئی حاجب تھا نہ کچھ روک نہ آڑ — نگہ شوخ نے کھولے مری سینہ کے کواڑ

اور گھُسی غمزۂ سفاک کو لیکر اندر

پڑ گیا لوٹ میں گھر صبر و شکیبائی کا — کوئی اسباب نہ چھوڑا دل شیدائی کا

یعنی دونوں کو جو موقع ملا تنہائی کا — پہلے سامان لیا تاب و توانائی کا

اور پھر ہوش کے صندوق لیے بار دگر

درہم داغ جو ہاتھ آئے کمر میں باندھے — پارچے وحشت و سودا کے بغل میں دابے

نقد ضبط و حزد و تاب کے لنگر توڑے — دوش پر راحت و آرام کے بستے رکھے

صبر و تسکین و تحمّل کا لیا سب زیور

جبکہ اس مال کے لینے سے فراغت پائی — شوق و حسرت کے سبب آ گئی شامت دل کی

اب ذرا قدرت حق دیکھیے ای شان تمہی — لینے دینے میں اس اسباب کے آہٹ جو ہوئی

نیند سے چونک پڑی حسرت وصل دلبر

اوٹھ کے ہر سمت نظر کی تو صفائی دیکھی — یعنی گھر بھر میں کوئی چیز نہ پائی باقی

خوف سے رنج سے وحشت سے وہ گھبرا گئی — پہرہ والے کی طرح ڈانٹ ڈپٹ کر بولی

کون اوٹھا کہ ابھی دور ہے ہنگام سحر

اور جو اوٹھا بھی تو کھٹ کھٹ یہ لگا رکھی ہے کیا — اوس پہ طرہ کہ نہیں کوئی دکھائی دیتا

ہیں یہ اندھیر ہے کیا سوز جگر شمع تو لا — جب تلک وہ بھی کہے غمزہ و انداز و ادا

باندھ کر پوٹ میں سب مال روانہ ہوئے گھر

بسکہ چالاک ہر اک دشمن تھا چیدہ چیدہ ۔ لیکے مال آنکھوں ہی آنکھوں میں ہوئے پوشیدہ
مگر اللہ ری ڈھٹائی تری اُف رے دیدہ ۔ پھر وہی ظالم و ظلم و نظر دزدیدہ
لیکے چٹکی یہ پکاری کہ ارے او مضطر

حیف اتنی تری غفلت یہ تری بے خبری ۔ ہم یہاں آگئے اور تو نے نہ کروٹ بدلی
اوٹھ تو او نیند کے ماتے تری قسمت پھوٹی ۔ دیکھ تو گھر میں ترے چوروں نے چوری کرلی
ایسا غافل کوئی سوتا ہے ذرا غور تو کر

ترے ہمسایوں میں سنکر ترے گھر کا کھٹکا ۔ جس کو کچھ بھی تری اُلفت تھی وہ دوڑا آیا
پر کریں کیا ۔ کہ چلا کھوج نہ کچھ مال ملا ۔ سُنکے یہ بات اوٹھا میں تو یہ میں نے دیکھا
کہ حقیقت میں مجھے لوٹ گئے غارت گر

زیست کا لطف تھا جن سے وہی سامان نہ رہے ۔ جن پہ نازاں تھا میں اسباب وہ باقی نہ بچے
آخرش صبر و تحمل کے جدا ہونے سے ۔ اپنی بے جرمی پر آنسو نکل آئے مرے
اوسکی بے رحمی پر آنکھوں نے بہا خون جگر

سانحے جو نہ سُنے تھے وہ سب آنکھوں دیکھے ۔ کسی دشمن پہ بھی یارب یہ مصیبت نہ پڑے
بیخود خستہ بس اب اسکے سوا کیا کیجئے ۔ یہ مثل ہوگئی صادق کہ لئے اوبد نے
کر تو ڈر ۔ ورنہ خدا کے غضب قہر سے ڈر

تقریظ از لطائف طبع جناب حکیم سید محمد حسن صاحب حسن سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الرشید و تلمیذ جناب حکیم سید منور علیخان صاحب مرحوم دہلوی ارشد تلامذہ حضرت مومن مغفور

(مقیم النور)

دزدِ نظر ہے درپئے غارتگری حسن | سینتو سنبھالو مال اُٹھو جاگتے رہو
نقدِ حواس و ہوش کے پیچھے پڑی ہیں عورتیں | اسکو بچاؤ آپ بچو جاگتے رہو

خدا بچائے - تصورِ زلفِ سیاہ کی کالی گھٹائین گھری چلی آتی ہین - شبِ غم کا وہ اندھیرا گھُپ ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا - ایسی ہولناک تاریکی ہین نالہ و فغان کا نکلتے دم بند ہوتا ہے - اثر آہ بیکار بیٹھا ہے - کہ گھٹا ٹوپ مین نکلکر جاؤن تو کہان جاؤن - ڈر کے مارے پتلیان آنکھون کے پٹ بھیڑے بیٹھی ہین - کالی بلاؤن کا زغہ ہے - کلیجہ کانپتا ہے دل دھڑکتا ہے - جان پر بن رہی ہے - مال متاع کے لالے پڑے ہین - چارون طرف اندھیری چھائی ہے - چورون کی بن آئی ہے - اک کہرام مچ رہا ہے - ایک تہلکہ برپا ہے - کوئی چیختا ہے کہ مار لیا - کوئی پیٹتا ہے کہ لوٹ لیا - کہین واویلا کا غُل ہے - کہین وامصیبتا کا شور ہے - کوئی رو رہا ہے کہ ہائے ایسا صفایا کر گئے - کہ خلال کو تنکا تک باقی نہ چھوڑا - کوئی ٹٹولکر ھک دھک رہگیا - کہ سوائے اللہ کے نام کے گھر مین خاک نہین - کہین جولین پڑی ہوئی ہین - کہین قفل ٹوٹے پڑے ہین - کہین کو نبل دی ہوئی ہے - کہین تختے اوکھڑے ہوئے ہین - وہ الغیاث ہے - کہ کلیجہ پھٹا جاتا ہے - سب سے بڑھکر دزد دزدیدہ نظر نے وہ قیامت ڈھائی ہے کہ الحفیظ - کسی کے ہوش و حواس لے بھاگا - کسی کی تاب و توان لے اوڑا - کہین صبر و شکیب پر چھاپا مارا - کسی کی عقل و خرد انٹی مین دبالے - کسی کے دل و دین چور اسئے - کسی کے ننگ ناموس کو اوڑان گھائی بتلائے - کہین شرم و حیا پر ہتا مارا - کہین عزت و آبرو کو بغل مین داب کر چھو ہوا -

چنانچہ گنجینہ دارِ نقودِ معانی - سِلک جواہر شیوا بیانی درجِ دُرِ فصاحت و بلاغت مخزنِ متاعِ طلاقت و رشاقت دار الضربِ درہم داغِ جگر - مولوی محمد فتحار حسین مضطر پر جو واردات گزری - خدا نہ دکھائے - عزیب - اسی چور کے ہاتھون سب دھرا

ڈھکا گنوان بیٹھے - ناچار - کچھ اپنی دل لگی - کچھ دوسرونکی عبرت - کچھ یادگار زمانہ کچھ شغلِ احباب کی خاطر اس وقوعہ کو ایک قطعہ مین نظم کر دکھایا ہے - جسکو پڑھ کر شعرائے خوش مذاق آسودہ دل خوش ہوتے ہین - اور شیرین زبانی - خستہ بیانی - برجستگی محاورات - خوبی بندش - حسن تسلسل کی داد دیتے ہین - اور شوریدہ طبعان دردمند دیکھکر کڑھتے ہین - رو دیتے ہین - جیسے کہ ناظم قلمرو سخندانی - صدر آرائے ایوان ادافہمی و خوش بیانی - نشۂ بادۂ حسن و عشق مین بے سُدھ بُدھ - مولانا محمد عبدالحی بیخود - نے اسکا مخمس نہین کیا - قطعہ پر مصرعے نہین لگائے بلکہ مصرعون کے رومال سے - چشم قطعہ کے آنسو پونچھے ہین - یا قطعہ کے گلدانین گلہائے رنگارنگ مصاریع کا گلدستۂ نظرفریب بنا کر اہل معاملہ کا دکھ بٹایا ہے - جی بہلایا ہے - واہ کیا کہنا - کیا زبان ہے - کیا بیان ہے کیا دلاویز ترکیبین ہین کیا دست و گریبان مضامین ہین - ماشاءاللہ - وعلیکما عین اللہ - ہان خوب یاد آیا - اگر کوئی پوچھے کہ حسن پرست آوارہ معاش پر اس شور شکدہ مین کیا گذری - تو اوس سے کہدو کہ بھائی اوس مفلس قلاش - معدوم البضاعت - بے سروسامان - کا کیا پوچھنا - اوسکو کسکا ڈر اور کسکا کھٹکا - اپنی نیند سونا - اور اپنی نیند اوٹھنا -

ع

لنگگے زیر و لنگگے بالا ۔۔۔۔ نے غمِ دزد نے غمِ کالا

(اور جو پتہ کی پوچھتے ہو تو یون سہی)

نہ لٹتا دنکو تو کیون رات کو یون بیخبر سوتا

رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہون رہزن کو

ش

تمام شد

نتیجہ طبع محبی مولوی علی احمد خان صاحب اسیر مالک مطبع نسیم سحر بدایون

دزدیدہ نگاہی کی یہ دہوم ہے عالم مین
بیخود مین سب اس مین مضطر مین سب اس غم مین

ادھر تو دزدیدہ نگاہ نے ۔ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق بنکر وہ آفت ڈہائی ہو کہ نہ زہد و پارسائی کا خیال ۔ نہ آشنائی و ناآشنائی کا ملال جسے پایا لوٹ لیا ۔ جو ہے چڑہا اوسکی جامہ تلاشی لی اور چھوڑ دیا ۔ ادہر ان حضرات شوخ طبع سادہ کار ۔ میکدہ نازک خیالی کے خم آشام بادہ خوار ۔ یعنی بیخود و مضطر و بیخود نے اوسی دزد دزدیدہ نظر کی بیداد کے استغاثے اور فریاد کے پردہ مین بادہ سخن کی بھری پڑی دوکان پر وہ ہتا مارا کہ

نہ پیمانہ باقی نہ اب جام باقی ۔ اک اللہ کا ہے فقط نام باقی ۔

اب کوئی کہے تو کیا کہے ۔ اور لکھے تو کیا لکھے ۔ مگر کیا کیجیے ۔ نہ زبان قابو مین ۔ نہ دل بس مین ۔ ناچار تاریخ طبع نذر ناظرین کرتا ہون اور طول سخن سے درگذرتا ہون ۔ ولنعم ماقیل ؎ مین بھی لہو لگاکے شہیدون مین ملگیا ۔

وہو ھذا

اک اشارت مین جگر بھی پامال
بلبے دزدیدہ نظر کے یہ خیال

ولہ

کس درجہ ہے سخن ہی سر جوش | بیخود ہے کوئی تو کوئی مدہوش
اُف رے ترا رنگ ارغوانی | ہے جس سے شفق بھی پانی پانی
دعوی ہے جنہین سخنوری کا | یا حوصلہ شعر و شاعری کا
میدان سخن مین آج وہ آئین | ہم اونکو بھی سبز باغ دکھلائین

ستی مین ہر اک شمار بھولا
وہ باغ مراد آج پھولا

۱۳۱۰ھ

صحت نامہ اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۰	خدانا سر سون	ناخدا تر سون
۲	۱۳	زخم ہرے ہوگئے	زخم کہن ہرے ہوگئے اور
"	۱۶	ہمدر ی	ہمدردی
"	۱۹	کہین	کہن
"	۲۱	اور مخمس ختم	اور یہ مخمس ختم
۳	۱۹	حسن دل الوشین فقط نام کی شہرت کیلئے یہ چشم سفاک کو خونریزی آیا پردہ کیلئے	نشہ مین جو رجوانی کی مے تیز ہے اسسے کچھ بحث نہین کوئی مرے کوئی جیئے -
۴	۱۱	تجکو چالاکی و طراری کا جو دعوا ہے	تجکو چالاکی و تیزی کا اگر دعوا ہے
۵	۹	پڑ گیا لوٹ مین	لٹ گیا آن مین
"	۱۹	رنج سے	وہم سے
۷	۵	کہ گہٹا ٹوپ	کہ اس گہٹا ٹوپ

وجہ مہر بر خاتمہ

واسطے سند اس امر کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی
مطبع وکٹوریہ پریس کی ہے مہر مطبع
و دستخط پروپرائٹر مطبع ثبت کیے گئے -